استحکام پاکستان کے لیے
سیرتِ طیبہ ﷺ کے رہنما اُصول

❁ پروفیسر ثریا قمر

پاکستان ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء میں قائم ہوا آج اسے پچاس سال ہو چکے ہیں اس کا مکمل نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ حامد الانصاری غازی لکھتے ہیں کہ حکومت کی اولین قسم دو مستقل نظریوں پر مبنی ہے۔ نظریۂ دینی اور نظریۂ دنیاوی۔ نظریہ دینی وہ مثالی حکومت ہے جو اجرائے قوانین میں مذہب کی حاکمیت کو ایمان و یقین کا معیار قرار دیتی ہو نظریہ نبوت و آخرت پر ایمان رکھتی ہو۔ نظریۂ دنیاوی وہ حکومت ہے جو اس کے برعکس ہو، (۱) اور اگر آپ موجودہ دور کا جائزہ لیں تو دنیا میں صرف دو مملکتیں ہیں جو کسی مذہبی نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آئیں ہیں۔ ایک پاکستان دوسرے اسرائیل یاد رکھئے ایک نظریاتی مملکت کی بقاء صرف اس نظریہ کو زندہ رکھنے ہی سے ممکن ہے۔

استحکام

باب استفعال سے ہے، جس کی معنوی خصوصیت میں طلب کے معنی پائے جاتے ہیں اور یہ استحکام اسی وقت ممکن ہے جبکہ سیرت نبوی ﷺ کی پیروی کی جائے۔

یہ پاکستان جو کہ مسلمانان برصغیر کی طویل جدوجہد کے بعد حاصل ہوا جو ان کے خوابوں کی تعبیر ہے۔ لاکھوں افراد نے جان، مال، عزت و آبرو کی قربانی دے کر یہ ملک اس لئے حاصل کیا کہ یہاں پر نظام سیرت طیبہ ﷺ کے اصولوں کی روشنی کے مطابق تشکیل پائے گا جس میں اخوت

❁ چیئرمین شعبہ اسلامیات جناح یونیورسٹی برائے خواتین

کی فراوانی ہوگی، عدل کی حکمرانی ہوگی اور سیرت طیبہ ﷺ کا بول بولا ہوگا۔ جیسا کہ بانی پاکستان حضرت قائداعظم جناب محمد علی جناحؒ نے فرمایا!

میں آئین اور قانون دینے والا کون ہوں، آئین اور قانون تو ساڑھے تیرہ سو برس پہلے جناب محمد ﷺ دے گئے تھے۔ میں تو ان کو نافذ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آپ ﷺ کا نظام نہ تو بوسیدہ ہے نہ باسی۔ یہ اسی طرح تروتازہ ہے جس طرح اس وقت تھا۔ (۲)

آپ ﷺ نے ایک مثالی معاشرہ قائم فرمایا جس کی نظیر تاریخ انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ ﷺ نے انسانوں کے قلوب کا تزکیہ کیا، یوں کہ ہر خوف بجز خوف خدا کے مٹ گیا زندگی اللہ کی محبت کے تابع ہوگئی، ہر کدورت ہر کھوٹ، منفی جذبوں، گمراہ خواہشوں کو لگام پڑ گئی، محبت کے جذبوں اور مثبت قدروں نے دلوں میں گھر کرلیا، آپ ﷺ نے دلوں کو دانائی عطا فرمائی تو یوں کہ نکتہ وروں سے کھل نہ سکنے والا۔ فلسفیوں سے حل نہ ہونے والا راز گدڑیوں اور غلہ بانوں پر منکشف ہونے لگے۔ آپ ﷺ نے علم سکھایا تو یوں کہ صحرانشین خانہ بدوش دنیا کو زندگی کے قرینے اور جہان فانی کا اندازہ دکھانے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جیسا کہ اقبال نے کہا:

تمدن آفریں خلاق آئین جہاں داری
وہ صحرائے عرب، یعنی شہر بانوں کا گہوارہ
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرانشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا (۳)

وہ جو کبھی مرکزیت کے نام تک سے نہ آشنا تھے خود انسانی تہذیب وتمدن کا مرکز قرار پائے جو اپنی جہالت پر فخر کیا کرتے تھے علم ودانش کے مینار بن گئے۔ یہ انسانی تاریخ کا سب سے عظیم تر انقلاب تھا کہ ایک روحانی ذہنی، قلبی، تمدنی، سیاسی، اقتصادی اور سماجی انقلاب جس نے اعلیٰ ادنیٰ کے معیار، عزت و ذلت کے معنی کامیابی اور ناکامی کے مفاہیم بدل ڈالے، جس نے انسانی آزادی اور حریت فکر کو اعلیٰ ترین بلندیوں سے ہمکنار کیا اور انسانی حقوق کو ناقابل پامال حرمت اور تقدس بخشا جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

ای المسلمین خیر قال سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (۴)

اگر آج ہمیں اپنے پیارے وطن مملکت خداداد پاکستان کے روشن مستقبل اور اس کی سلامتی و استحکام کا ذرا بھی احساس ہے تو ہمیں سب سے پہلے ان مسائل اور امراض کو دور کرنا ہوگا جو اس کی تباہی اور کمزوری کا باعث بنے ہوئے ہیں اور پھر سیرت طیبہ کی روشنی میں ان کا مداوا بھی کرنا ہوگا۔ آیئے ہم اپنے ملک میں پائے جانے والے اس کی جڑوں کو کمزور کرنے والے، اس کی بنیادوں کو ہلا دینے والے اور اس کی روح اور استحکام کو مجروح کرنے والے اسباب وعلل کا ایک سرسری جائزہ لیتے چلیں۔

پاکستانی میں پائی جانے والی کمزوریوں میں سب سے بڑی کمزوری اور ضعف ہمارے معاشرہ کا لادینیت کی طرف رجحان اور مذہب سے دوری ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان کا اساسی اور بنیادی نظریہ، اس کی زد میں ہے، مذہب سے دوری کے متعدد اسباب ہیں۔ جن کی وجہ سے آج ہماری نوجوان نسل دین ومذہب سے دور اور متنفر ہوتی جارہی ہے اور پاکستانی معاشرے کے اندر معاشرتی اور اخلاقی خرابیاں پیدا ہوتی جارہی ہیں۔ جس کی بناء پر آج پاکستان کا استحکام خطرہ میں ہے۔ لہٰذا ان اسباب کے خاتمہ پر سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں توجہ دی جانی چاہیئے۔

یاد رکھئے پیروی کے قابل صرف وہ نظریہ ہوتا ہے جو زندگی کے تمام نشیب وفراز میں اس کے جملہ پہلوؤں کی طرف رہنمائی کرتا ہو اور ایسا نظام وہی ہوسکتا ہے جسے فانی اور ناقص عقل نے ترتیب نہ دیا ہو۔ ایسا نظام صرف اور صرف سیرت نبوی سے اخذ ہوتا ہے اور اس کا ثبوت دنیا میں نافذ ہونے والے تقریباً تین سو نظاموں کا نافذ ہونا اور پھر ترک کر دیا جانا ہے اور ترک کرنے کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ وہ جبر کے تحت نافذ تھے۔ فطرت سے متصادم تھے جنہیں اگرچہ وقت کی بہترین عقلوں نے ترتیب دیا تھا۔ لیکن وہ عقول بہرحال ناقص تھیں، لہٰذا ان کا ترتیب دیا ہوا نظام بھی ناقص تھا۔ اس کا نقص وقت گذرنے کے سات نمایاں ہوا۔ بالآخرہ وہ مسترد کردیا گیا اور آج صرف کاغذ کے صفحات پر محفوظ ہے۔ اسی کی طرف قرآن نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والا کرام (۵)

ہر شخص اور ہر نظام کو فنا ہونا ہے، صرف اللہ کی ذات اور اس کا نظام باقی رہ جائے گا وہ اور اس کا نظام ہی سب سے بزرگ و برتر ہے۔

خلاصہ کلام

اگر اس نظریاتی مملکت کو مستحکم کرنا ہے تو اس کی بقاء نبی کریم ﷺ کے دیئے ہوئے نظام کے نفاذ اور پیروی ہی میں ممکن ہے اور یہ نظام قرآن وسیرت نبوی ہی سے ماخوذ ہے۔

سیرت کی اثر اندازی کا صرف اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صرف دس برس میں دس لاکھ مربع کلومیٹر کا علاقہ زیر نگیں ہوا۔ داخلی وخارجی فسادات سے نبرد آزما ہوتے ہوئے اس پر قابو پایا اور ایسا صرف آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کے ذریعہ ممکن ہوا۔ علامہ اقبال نے اسی نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

استحکام حکومت کے اُصول

نبی کریم ﷺ نے درج ذیل اُصولوں کے ذریعہ حکومت کو مستحکم کیا۔

- حکومت کو نمائشی امور سرمایہ دارانہ آلائشوں اور خاندانی حق سے پاک کر کے عوام کی چیز بنایا اور عوامی رائے کو اس کے سیاسی مزاج میں داخل کیا۔
- حکومت کے عہدے داروں کے لئے معمولی تنخواہیں رکھیں۔ رشوت کا تصور ختم کیا۔
- انصاف کو آسان بلا معاوضہ اور بلا تخصیص مذہب رکھا۔
- اجتماعی کوششوں سے حاصل ہونے والی دولت کو عوام کی دولت قرار دیا اور اصول مقرر کیا کہ ہر علاقہ کے امیروں سے مال (زکوٰۃ عشر وغیرہ) لے کر اسی علاقہ کے غریبوں میں تقسیم کیا جائے۔
- حکام کے تقرر میں تقویٰ، اہلیت اور مفاد عامہ کو پیش نظر رکھا۔

- شوریٰ کو سلطنت کے کاموں کی روح قرار دیا۔
- بین الاقوامی معاملات اور ملکی معاملات کی درستگی کے لئے معاہدات کئے۔(۶)

استحکام سلطنت اسلام کی دعوت میں مضمر ہے: ایک نظریاتی مملکت وہی ہوتی ہے جو کسی نظریہ کی بنیاد پر قائم ہو اور اس کو فروغ دے۔ استحکام مدینہ کی ابتدائی کارروائی کے بعد امور خارجہ پر توجہ دی گئی۔ دیگر ممالک کے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دی۔ مدینہ میں موجود غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دی۔ اس کے لئے آپ کو چومکھی لڑائی لڑنی پڑی۔ ایک طرف یہود تھے جو مذہبی چودھراہٹ چھن جانے سے مسلسل مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہے۔ دوسرے منافق تھے جو سرداری چھننے کے غم سے اور مفادات کے حصول میں کبھی مسلمانوں کے ساتھ ملتے اور کبھی دشمنوں کے ساتھ مل کر سازشیں کرتے۔ تیسری طرف مدینہ کے قبائل کی باہمی لڑائیاں تھیں جو ۱۲۰ر سال سے چلی آرہی تھیں۔ چوتھی طرف مسلمانوں کے معاشی و معاشرتی مسائل تھے۔ پانچویں طرف بیرونی خطرات تھے۔ آپ ﷺ نے تمام صورت حال کا مقابلہ کیا اور اشاعت اسلام کے ذریعہ ہر علاقہ میں کارکن بنتے رہے۔ جہاں دشمنیاں بڑھیں، وہیں جانثار کارکن بھی ملتے رہے۔ بالآخر دشمن بھی زیر ہوتے گئے اور نظریاتی یلغار کے ذریعہ اسٹیٹ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔

کوئی بھی مملکت مستحکم و محفوظ اسی وقت رہ سکتی ہے جبکہ اردگرد کے علاقے اس کے مذہبی ہمنوا اور دوست ہوں۔ ۶ھ میں جیسے ہی داخلی و خارجی حملوں سے صلح حدیبیہ کے ذریعہ تحفظ حاصل ہوا آپ نے اسلام کی دعوت دیگر حکمرانوں تک پہنچانی شروع کی۔ انٹرنیشنل اصول تھا کہ بادشاہ اسی وقت خط قبول کرتے تھے جبکہ ان پر مہر لگی ہو۔ لہٰذا آپ ﷺ نے مہر بنوائی جس کے الفاظ اس طرح تھے۔ ''محمد رسول اللہ'' (لفظ محمد نیچے، رسول اس سے اوپر اور اللہ سب سے اوپر تھا)۔(۷)

- آپ ﷺ نے ایک خط حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام لکھا اس میں اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جسے اس نے قبول کیا اور مسلمان ہوگیا۔(۸)
- دوسرا خط مصر و اسکندریہ کے حکمراں مقوقس کے نام لکھا اس میں بھی اسلام کی دعوت کے

ساتھ دوہرے اجر کی خوشخبری دی۔(۹)

- ایک خط بادشاہ فارس کسریٰ کے نام لکھا۔(۱۰)
- ایک خط قیصر شاہ روم ہرقل کے نام لکھا۔(۱۱)
- ایک خط حاکم بحرین منذر بن ساوی کے نام لکھا۔(۱۲)
- ایک خط یمامہ کے حاکم ہوذہ کے نام لکھا۔(۱۳)

صرف یہی نہیں بلکہ بیشمار حکمرانوں جس میں عمان وغیرہ کے حکمراں اور سرداران شامل ہیں، ان تک اس مذہب کی تعلیمات پہنچا کر اسلام کی دعوت دی۔ اس نظریاتی یلغار کا فائدہ یہ ہوا کہ اسلام دنیا میں برق رفتاری کے ساتھ متعارف ہوا اور لوگ جوق در جوق اسلام کی طرف آنا شروع ہوئے۔ اسی کیفیت کی منظر کشی کرتے ہوئے قرآن اس طرح گویا ہوا۔

اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ورأیت الناس ید خلون فی دین اللّٰہ افواجا (۱۴)

جب اللہ کی مدد آگئی اور مسلمانوں کو کافروں پر فتح حاصل ہوئی اور آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ لوگ جوق در جوق لشکروں کی صورت میں اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔

یہ اسلام کی تبلیغی کوششوں کا حصہ تھا جسکی طرف آپ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں بھی ترغیب دیتے ہوئے حکم فرمایا تھا کہ لوگو گواہ رہنا میں نے تم تک اسلام پہنچا دیا ہے۔ حاضرین کو چاہیے کہ وہ غائبین تک اس پیغام کو پہنچا دیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سے اکثریت تبلیغ کے لئے نکل کھڑی ہوئی اور دنیا بھر میں اسلام کو پہنچا کر وہیں دفن ہوئے آج دنیا کے ہر خطہ میں صحابہؓ کے مزارات اس کا واضح ثبوت ہیں۔

ہم اگر اس مملکت خداداد کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں تو سیرت طیبہ ﷺ کے مطالعہ کو عام کرنا ہوگا اور اسے اپنی زندگیوں میں نافذ کرنا ہوگا جبھی زندگی اور ملک میں استحکام پیدا ہوگا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ اسلام کا نظام حکومت، حامد الانصاری غازی/ندوۃ المصنفین، دہلی طبع دوم ۱۹۵۶ء/ص ۲۲
۲۔ ۱۴/اپریل ۱۹۴۸ء کراچی بار سے خطاب
۳۔ بانگ درا/علامہ اقبال/شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور: ص ۸۰
۴۔ حدیث صحیح مسلم　　۵۔ سورۃ الرحمٰن: ۲۷
۶۔ اسلام کا نظام حکومت/حامد الانصاری غازی/ص ۹۶ تا ۹۸
۷۔ اسلام کا نظام حکومت/ص ۳۳۹، بحوالہ نظام العالم والامم للجوہری/ج ۲، ص ۲۲۴
۸۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی/ڈاکٹر حمید اللہ/ص ۱۰۸
۹۔ زاد المعاد/ج ۳، ص ۶۱　　۱۰۔ الرحیق المختوم/ص ۵۶۱
۱۱۔ صحیح البخاری/ج ۱، ص ۴　　۱۲۔ زاد المعاد/ج ۳، ص ۶۱
۱۳۔ زاد المعاد/ج ۳، ص ۶۳　　۱۴۔ سورۃ النصر: ۱

بچوں کے حقوق اور ان سے حُسنِ سلوک
سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں

مصنف

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(زیر طبع)

اصولِ سیرت نگاری

تعارف، مآخذ و مصادر

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

پہلی جامع و مفصل
کتاب کے اہم مباحث

سیرت النبیؐ
تعریف و تعارف
ارتقاء
سیرت نگاری کے
25 اصول

نایاب معلومات
کا خزانہ

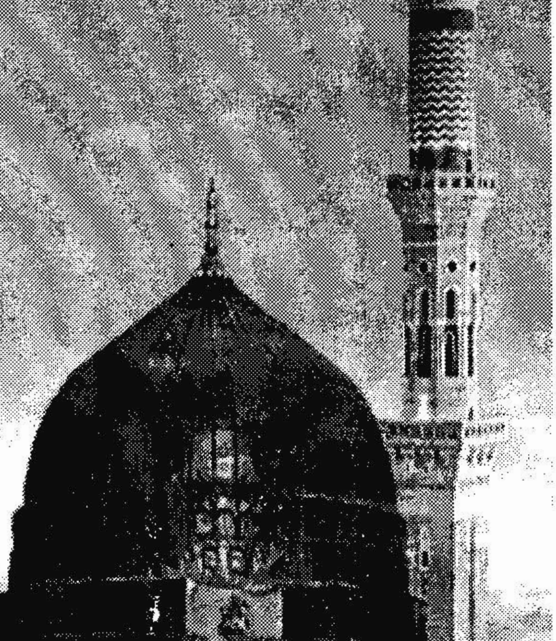

مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانی